© rasailojaraid.com

تاریخ وسیر

جناب عبدالرشید عراقی

برِّ صغیرِ پاک و ہند میں علمِ حدیث اور علمائے اہلِ حدیث کی مساعی!

مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ)

کنجاہ ضلع گجرات (پنجاب) مولد و مسکن ہے۔ پیدائشی سکھ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا شیخ عبید اللہ صاحب تحفۃ الہند کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے اور سیدھے دیوبند پہنچے۔ یہاں علوم متعارفہ میں تحصیل کی اور بعدہٗ تحصیلِ حدیث شروع کی۔ جس کی وجہ سے دیوبند سے جواب ہو گیا۔ ادھر حضرت شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا فیضان جاری تھا۔ سیدھے دہلی پہنچے، تفسیر و حدیث پڑھی اور سند حاصل کی۔ اسی زمانہ میں آپ کے والد نے حضرت شیخ الکل کو ایک خط لکھا کہ:

"میں نے اپنے لڑکے کو ناز و نعمت سے پالا ہے، اس کو نظرِ عنایت سے رکھیے گا۔"[1]

حضرت میاں صاحب اس خط کو پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے۔

[1] تراجم علمائے حدیثِ ہند ص ۳۵۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہ کی تعلیم مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ (م ۱۳۳۷ھ) سے حاصل کی۔

تکمیلِ تعلیم کے بعد مدرسہ احمدیہ آگرہ میں مولانا حافظ محمد ابراہیم آروی م ۱۳۱۹ھ کے اصرار پر تدریس فرمائی مگر کچھ عرصہ بعد مدرسہ احمدیہ سے مستعفی ہو کر بنارس چلے آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۲۹۷ھ میں مدرسہ سعیدیہ کی بنیاد رکھی جس میں مدتوں پڑھاتے رہے ——— آپ سے بے شمار اصحاب نے استفادہ کیا، جن میں سے بعض مسندِ تدریس کے وارث بھی بنے۔ [1]

اپنے مسلک (اہل حدیث) میں بہت متشدد تھے۔ احناف کے رسالہ "کشف الحجاب" کے جواب میں "ہدایۃ المرتاب" لکھی، جس کو حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۰۷ھ) نے اس قدر پسند فرمایا کہ تاحیات ۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ [2]

توحید و سنت کی اشاعت کی غرض سے بنارس میں "سعید المطابع" کے نام سے ایک مطبع قائم کیا۔ اس مطبع نے توحید و سنت کی نصرت میں لاکھوں ورق شائع کیے جن کا غالب حصہ مفت تقسیم ہوا۔

مولانا محمد سعیدؒ نے ۱۸؍ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ (۲۷؍ نومبر ۱۹۰۴ء) کو بنارس میں انتقال کیا۔ [3]

مشہور اہلحدیث عالم اور مناظر مولانا ... محمد ابو القاسم بنارسی آپ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ مولانا ابو القاسم کا سنِ ولادت یکم شوال ۱۳۰۷ھ ہے۔

مولانا ابو القاسم نے اپنے والدِ بزرگوار مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا سید عبد الکبیر بہاری (م ۱۳۳۱ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا شمس الحق ڈیانوی (م ۱۳۲۹ھ) اور استاذِ پنجاب مولانا حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)

---

[1] ہندوستان میں علمائے اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۱۳۸

[2] تراجم علمائے حدیثِ ہند ص ۳۵۵۔

[3] ایضاً ص ۳۵۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے تعلیم حاصل کی۔ [1]

خدمت واشاعت حدیث میں آپ کی گرانقدر علمی خدمات ہیں۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ مدرسہ سعیدیہ میں اوّل مدرّس مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۳۹ مرتبہ بخاری شریف پڑھائی اور تقریباً ۷۰۰ طلباء نے آپ سے سند حاصل کی۔ [2]

حفاظت حدیث میں آپ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ برّصغیر میں جس کسی نے بھی حدیث پر کوئی اعتراض یا تنقید کی، مولانا ابوالقاسم کا قلم حرکت میں آجاتا تھا۔ مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی نے "الجرح علی البخاری" لکھی۔ آپ نے اس کتاب کا جواب "حلِ مشکلاتِ بخاری" کے نام سے ۴ جلدوں میں دیا۔ اس کتاب میں آپ نے مولوی عمر کریم کے علم کی قلعی کھول کر رکھ دی!

مولوی عمر کریم نے "الجرح علی البخاری" کے علاوہ اور بھی کئی رسائل مسلک اہل حدیث کے خلاف لکھے اور مولانا ابوالقاسم مرحوم نے ان سب رسائل کا دندان شکن جواب دیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

الامر المبرم لابطال الکلام المحکم۔ اس کتاب میں مولوی عمر کریم کی اُن اعتراضات کا مفصل جواب ہے جو انہوں نے صحیح بخاری کے ۷۵ رواۃ پر کیے تھے۔ [3] یہ کتاب ۱۳۲۹ھ میں بنارس سے شائع ہوئی تھی۔ ۱۳۹۲ھ میں اہل حدیث اکیڈیمی لاہور نے دوبارہ شائع کی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری تصانیف یہ ہیں:

حمیتم للمولوی عمر کریم، صراطِ مستقیم لہدایۃ عمر کریم، الرّیح العقیم لحسم بناء عمر کریم۔ الّا ریحون القدیم فی افشاء ہفوات عمر کریم، الرای الکظیم للمولوی عمر کریم۔ [4]

آپ کی تصانیف کی تعداد ۵۴ ہے۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) لکھتے ہیں:

"آپ بہترین مقرّر اور مناظر تھے۔ ملکی سیاسیات میں بھی حصہ لیتے رہے۔ الغرض بے نظیر انسان تھے۔" [5]

---

[1] ہندوستان میں علمائے اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۳۸ [2] سیرۃ ثنائی ص ۳۸۲ [3] الامر المبرم لابطال الکلام المحکم ص ۱ [4] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۳۵۹ [5] سیرۃ ثنائی ص ۳۸۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۳۶۴ھ میں بنارس میں انتقال کیا۔

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادیؒ (م ۱۳۲۹ھ)

۱۲۷۳ھ میں عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۹ھ میں آپ نے تعلیم کا آغاز کیا۔

آپ نے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی۔

مولانا ابراہیم بن مدین اللہ، مولانا حافظ محمد اصغر رامپوری، مولانا سید احسن حسین بھتوی، مولانا عبدالحکیم شیخ پوری، مولانا الف علی بہاری (م ۱۲۹۶ھ)، امام المعقولین مولانا فضل اللہ لکھنوی (م ۱۳۱۲ھ) مولانا قاضی محمد بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۹۶ھ) شیخ الکل حضرت مولانا محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) اور حضرت علامہ شیخ حسین بن محسن یمنی (م ۱۳۲۷ھ) علوم حدیث کی تحصیل آپ نے حضرت شیخ الکل اور علامہ حسین یمنی سے کی۔[1]

تکمیل تعلیم کے بعد ڈیانواں میں درس و تدریس، وعظ و تذکیر اور افتاء و تصنیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مولانا ابو القاسم بنارسیؒ لکھتے ہیں کہ:

"آپ کے درس میں عرب و فارس کے طلباء بھی دیکھے گئے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا۔"[2]

تصانیف:

مولانا شمس الحق ۱۳۰۳ھ میں فارغ التحصیل ہو کر دہلی سے ڈیانواں چلے گئے۔ یہاں آپ نے درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ۱۳۲۹ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ ۲۶-۲۷ سال میں آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں جو کتابیں تصنیف کیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

حدیث بزبانِ عربی (۶)	= ۶ [3]
فقہ: بزبانِ عربی (۳) فارسی (۶) اردو (۲)	= ۱۱ [4]
سیر و تاریخ: بزبانِ عربی (۱) فارسی (۱)	= ۲ [5]
	کل تعداد ۱۹

---

[1] ترجمان الحدیث لاہور اپریل ۱۹۸۰ء ص ۱۸ [2] ایضاً [3] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۴۴ [4] ایضاً ص ۱۰۸ [5] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث پر آپ کی تصانیف:

۱- فضل الباری ترجمہ ثلاثیات بخاری (عربی) غیر مطبوعہ

۲- النجم الوہاج شرح مقدمۃ الصحیح للمسلم بن الحجاج (عربی) غیر مطبوعہ

۳- غایۃ المقصود فی شرح سنن ابی داؤد (عربی) ۳۲ جلدوں میں مع مقدمہ۔ اس کی صرف پہلی جلد شائع ہوئی تھی کہ حضرت علامہ کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کے کچھ اجزاء خدا بخش لائبریری پٹنہ سے ملے ہیں جو جمعیۃ اہل حدیث بنارس کے زیر اہتمام شائع ہو رہے ہیں۔

۴- عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد (عربی) ۴ جلدوں میں۔ یہ شرح غایۃ المقصود کا مختصر ہے۔ پہلی بار ۱۳۱۹ھ میں، مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی دوسری بار دار الکتاب العربی بیروت سے ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی۔ تیسری بار ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء میں المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ سے ۱۴ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اور اب چوتھی بار ۱۳۹۹ھ میں ادارہ نشر السنۃ ملتان نے (پہلے ایڈیشن ۱۳۱۹ھ) کا فوٹو عکس شائع کیا ہے۔

۵- ہدایۃ اللوذعی بنکات الترمذی (عربی) غیر مطبوعہ

۶- التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی (عربی) مطبوعہ

مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ)

۱۲۲۵ھ میں مچھلی شہر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولوی عبد الشکور سے حاصل کی۔ اس کے بعد درسیات کی تکمیل مولانا میر محبوب علی جعفری، مولانا شیخ محمد (تھانہ بھون) نواب مصطفےٰ خان شیفتہ (م ۱۲۸۶ھ)[1] اور مولانا سخاوت علی جون پوری (م ۱۲۷۳ھ) سے کی۔

---

[1] گلِ رعنا، ص ۳۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تکمیل کے بعد اپنے چچا مولانا عبدالشکور صاحب کے ساتھ زیارتِ حرمین کو گئے تو مکۃ معظمہ میں شیخ عبدالحق بنارسیؒ (م ۱۲۸۶ھ)، شاہ عبدالغنی صاحب مدنیؒ اور شیخ محمد العظامؒ سے بھی حدیث پڑھی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث بنارسی کی شاگردی پر آپ کو بہت ناز تھا۔[1]

حرمین سے واپسی کے بعد ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۸۵۶ء میں کورٹ آف سول جسٹس کا امتحان پاس کیا۔[2]

۱۲۹۷ھ میں نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے ریاست کا انتظام اپنے عالی مرتبت شوہر حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۰۷ھ) کے سپرد کیا۔

انہی دنوں قاضی القضاۃ مولانا زین العابدین کا انتقال ہوگیا اور حضرت نواب صاحب ایک نئے قاضی القضاۃ کے متلاشی ہوئے۔ اتفاق سے انہی دنوں حضرت قاضی محمد بھوپال پہنچے اور نواب صاحب سے ملاقات ہوئی، تو آپ کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

۱۳۰۲ھ میں حضرت نواب صاحب نوابی سے معزول کر دیئے گئے، تو قوائے سلطنت میں اضمحلال شروع ہوگیا۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر آپ نے قاضی القضاۃ کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔

نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال آپ کی بہت قدر کرتی تھیں، چنانچہ انہوں نے ایک لاکھ روپیہ بطور رخصتانہ پیش کیا۔[3]

حدیث کی خدمت میں آپ کا کردار: مولانا قاضی محمد کو حدیث کی نشر و اشاعت اور

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۳۷۵

[2] ایضاً، ص ۳۷۶

[3] تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۳۷۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی خدمت کا والہانہ شوق تھا۔ حدیث کی پہلی کتاب "بلوغ المرام" سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ نے حضرت نواب صاحب سے فرمایا:

"آپ نے حدیث کی بہت خدمت کی ہے، مگر عربی زبان میں "بلوغ المرام" کی شرح نہیں لکھی۔"

چند روز بعد حضرت والا نے "فتوح العلام شرح بلوغ المرام" لکھ کر چوبدار کے ہاتھ حضرت قاضی صاحب کو بھجوائی۔ جب آپ نے یہ شرح دیکھی تو باغ باغ ہو گئے۔

قاضی صاحب نے خود بھی تحریری طور پر حدیث کی بہت خدمت کی آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۵ ہے اور یہ سب کی سب عربی زبان میں ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

متعلقہ حدیث	:	۹ [۱]
متعلقہ فقہ	:	۱۱ [۲]
متعلقہ تاریخ و سیر	:	۵ [۳]
میزان	:	۲۵

خدمتِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے مؤطا امام مالک کی ان احادیث کی تخریج بھی کی ہے، جو امام صاحب نے لفظ "بلغنا" سے روایت کی ہیں۔

۱۳۱۲ھ میں مدرسہ احمدیہ آرہ میں تشریف لے گئے اور کچھ مدت وہاں قیام کیا۔ اس عرصہ میں مدرسہ مرجع خلائق بن گیا اور اکثر احباب نے آپ سے استفادہ کیا۔

اس کے بعد یورپ کا سفر اختیار کیا۔ مغرب کے بے شمار کتب خانے

---

[۱] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات، ص ۴۳، ۵۰

[۲] ایضاً، ص ۵۶

[۳] ایضاً، ص ۶۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھے۔ واپسی کے بعد بھوپال تشریف لائے اور حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا، جو تازیست جاری رہا اور بھوپال میں ہی آپ نے ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔

آپ کی خدمتِ حدیث کے معاملہ میں سید عبدالحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"علمائے اہلحدیث میں قاضی محمد جعفری مچھلی شہری بن عبدالعزیز کا اسم گرامی ہے۔ آپ کا سنِ وفات ۱۳۳۰ھ ہے۔ آپ نے شیخ عبدالغنی مہاجر مکی بن ابوسعید دہلوی سے یہ فن حاصل کیا آپ کے استاذ شیخ عبدالحق بنارسی اور بعض دوسرے علمائے حدیث بھی ہیں۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔"[۱]

شیخ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب، محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ)

۱۲۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۸ سال کی عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ ابتدائی تعلیم مولوی برہان الدین ہشیاروی سے حاصل کی۔[۲]

اس کے بعد سہارنپور چلے گئے۔ وہاں مولانا محمد مظہر نانوتوی (م ۱۳۰۲ھ)[۴] سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔[۳] اس کے بعد بھوپال کا رُخ کیا اور وہاں مولانا عبدالجبار سے بھی بعض کتابیں پڑھیں۔ پھر آپ نے دہلی کا رُخ کیا اور حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث کی تکمیل کی۔[۴]

دہلی کے قیام میں ہندوستان کے ممتاز علمائے کرام سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں مولانا محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ) مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ) اور مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) قابل ذکر ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی سے آپ کا فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ بھی ہوا جس میں مولانا لکھنوی نے بُری طرح شکست کھائی۔

---

[۱] اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں، ص ۲۰۲۔ [۲] تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۲۰۰۔

[۳] مشاہیرِ دیوبند، ص ۵۹۳۔ [۴] تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۲۰۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تکمیلِ تعلیم کے بعد امرتسر تشریف لائے، تو حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) کی خدمت میں حاضری دی۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"مجھ سے حافظ صاحب نے فرمایا: "میری عمر ۲۰ سال کی تھی جب جناب عبداللہ صاحب غزنوی نے مجھے امرتسر میں درسِ حدیث کی مسند پر بٹھایا۔" [۱]

اس کے بعد وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ تشریف لائے، وفات تک اسی شہر میں رہے اور وزیر آباد کی خاک میں ابدی نیند سو گئے۔

خدمتِ حدیث:

وزیر آباد میں آپ نے ایک دار الحدیث کی بنیاد رکھی، جہاں آپ نے تفسیر و حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ برصغیر کے ممتاز علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ ان میں بعض وہ حضرات بھی شامل ہیں جو بعد میں خود مسندِ تحدیث کے مالک بنے۔ مثلاً:

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ (م ۱۳۶۷ھ)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ (م ۱۳۷۵ھ)

مولانا فقیر اللہ دار اشتی (م ۱۳۴۱ھ)

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ (م ۱۳۶۹ھ)

مولانا عبدالقادر لکھویؒ (م ۱۳۴۳ھ)

مولانا محمد علی لکھویؒ، مولانا عبدالحمید سوہدرویؒ (م ۱۳۳۰ھ)

مولانا قاضی عبدالرحیمؒ (م ۱۳۹۱ھ)

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (م ۱۳۸۷ھ)

تدریسِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۶۰ مرتبہ صحاح ستہ پڑھایا اور آپ سے سینکڑوں نہیں ہزاروں اصحاب نے استفادہ کیا۔

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی لکھتے ہیں:

"مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے تلامذہ میں ان سے زیادہ کسی کے بھی

[۱] تاریخ اہل حدیث، ص ۴۲۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاگرد نہیں ہوئے۔" [1]

مولانا سید عبدالحئی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"علمائے اہلِ حدیث میں شیخ عبدالمنان نابینا وزیر آبادی بھی ہیں۔ آپ نے میاں سید محمد نذیر حسین دہلوی سے فنِ حدیث حاصل کیا، زندگی بھر پنجاب میں اس فن شریف کا درس دیا۔ اور اپنی ساری صلاحیت و طاقت اس فن کی خدمت میں صرف فرمادی۔ آپ سے فائدہ اٹھانیوالوں کی تعداد حدِ شمار سے باہر ہے۔ آپ کا سن وفات ۱۳۳۴ھ ہے۔" [2]

مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں:

"مولانا حافظ عبدالمنان صاحب، حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ فنِ حدیث میں اپنے تمام معاصر پر فائق تھے۔" [3]

وفات

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے آپ کے انتقال کے دن فرمایا کہ:

"آج اس زمانہ کا امام بخاری فوت ہوگیا ہے۔" [4]

---

[1] تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۲۰۰

[2] اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں، ص ۲۰۳

[3] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۸۷

[4] تاریخ اہلحدیث ص ۴۳۰

© rasailojaraid.com